اخترالایمان

(1995 —1915)

اخترالایمان، نجیب آباد، ضلع بجنور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد کچھ مدّت تک وہ دلّی کالج میں زیرِ تعلیم رہے اور دہلی یونیورسٹی سے بی۔اے کیا۔شروع میں محکمۂ سِول سپلائی میں کام کیا، کچھ مدّت تک آل انڈیا ریڈیو میں رہے۔ اس کے بعد ممبئی جا کر فلموں سے وابستہ ہوگئے۔ ان کی نظموں کے چھے مجموعے 'گرداب' (1943) ، 'تاریک سیّارہ' (1946)، ایک منظوم تمثیل 'سب رنگ' (1948) 'آبِ جو' (1959)، 'یادیں' (1961)، 'بنتِ لمحات' (1969) 'نیا آہنگ' (1977) شائع ہو چکے ہیں۔ ان کا کلّیات 'سروساماں' (1984) میں منظرِ عام پر آیا۔ ان کی خودنوشت کا نام 'اس آبادخرابے میں' ہے۔ چوتھے مجموعے 'یادیں' پر (1962) میں انھیں ساہتیہ اکادمی ایوارڈ دیا گیا۔ اقبال اعزاز کے علاوہ متعدد صوبائی اکادمیوں نے بھی انھیں اعزازات اور انعامات سے نوازا۔

اخترالایمان کی نظموں میں ایک فلسفیانہ تجسّس کی کیفیت ملتی ہے۔نظم نگاری میں انھوں نے اپنی راہ الگ بنائی ہے۔ نیکی اور بدی کی کش مکش ، وقت کی اہمیت ،خواب اور حقیقت کا تصادم اور انسانی رشتوں کی دھوپ چھاؤں اُن کے پسندیدہ موضوعات ہیں۔ وہ براہِ راست انداز کے بجائے رمزیہ انداز کے شاعر ہیں۔ ان کے یہاں خودکلامی اور مکالمے کی کیفیت ملتی ہے۔اخترالایمان اردو نظم کے ممتاز شاعر تسلیم کیے جاتے ہیں۔

ایک لڑکا

دیارِ شرق کی آبادیوں کے اونچے ٹیلوں پر
کبھی آموں کے باغوں میں، کبھی کھیتوں کی مینڈوں پر
کبھی جھیلوں کے پانی میں، کبھی بستی کی گلیوں میں
کبھی کچھ نیم عریاں کم سِنوں کی رنگ رلیوں میں
سحر دم جھٹپٹے کے وقت، راتوں کے اندھیرے میں
کبھی میلوں میں، ناٹک ٹولیوں میں، ان کے ڈیرے میں
تعاقب میں کبھی گم تِتلیوں کے، سُونی راہوں میں
کبھی ننّھے پرندوں کی نہُفتہ خواب گاہوں میں
برہنہ پاؤں، جلتی ریت، یخ بستہ ہواؤں میں
کبھی ہم سِن حسینوں میں بہت خوش کام و دل رفتہ
کبھی پیچاں بگولا ساں، کبھی جیُوں چشمِ خوں بستہ
ہوا میں تیرتا، خوابوں میں بادل کی طرح اڑتا
پرندوں کی طرح شاخوں میں چھپ کر جھولتا، مڑتا
مجھے اک لڑکا آوارہ منش آزاد سیلانی
مجھے اک لڑکا، جیسے تند چشموں کا رواں پانی
نظر آتا ہے یوں لگتا ہے جیسے یہ بلائے جاں
مرا ہم زاد ہے، ہر گام پر ہر موڑ پر جَولاں

اسے ہمراہ پاتا ہوں، یہ سائے کی طرح میرا
تعاقب کر رہا ہے، جیسے میں مفرور ملزم ہوں
یہ مجھ سے پوچھتا ہے: اخترالایمان تم ہی ہو؟

خدائے عزّ وجل کی نعمتوں کا معترف ہوں میں
مجھے اقرار ہے، اس نے زمیں کو ایسے پھیلایا
کہ جیسے بسترِ کمخواب ہو، دیبا و مخمل ہو
مجھے اقرار ہے، یہ خیمۂ افلاک کا سایا
اسی کی بخششیں ہیں، اس نے سورج چاند تاروں کو
فضاؤں میں سنوارا اک حدِ فاصل مقرر کی
چٹانیں چیر کر دریا نکالے، خاکِ اسفل سے
مری تخلیق کی، مجھ کو جہاں کی پاسبانی دی
سمندر، موتیوں مونگوں سے، کانیں لعل و گوہر سے
ہوائیں مست کن خوشبوؤں سے معمور کردی ہیں
وہ حاکم قادرِ مطلق ہے، یکتا اور دانا ہے
اندھیرے کو اجالے سے جدا کرتا ہے، خود کو میں
اگر پہچانتا ہوں، اس کی رحمت اور سخاوت ہے
اسی نے خسروی دی ہے لئیموں کو، مجھے نکبت
اسی نے یاوہ گویوں کو مرا خازن بنایا ہے
تونگر، ہرزہ کاروں کو کیا، دریوزہ گر مجھ کو
مگر جب جب کسی کے سامنے دامن پسارا ہے
یہ لڑکا پوچھتا ہے: اخترالایمان تم ہی ہو؟

معیشت دوسروں کے ہاتھ میں ہے، میرے قبضے میں
جز اک ذہنِ رسا کچھ بھی نہیں، پھر بھی مگر مجھ کو
خروشِ عمر کے اتمام تک اک بوجھ اٹھانا ہے
عناصر منتشر ہو جانے، نبضیں ڈوب جانے تک
نوائے صبح ہو یا نالۂ شب، کچھ بھی گانا ہے
ظفرمندوں کے آگے رزق کی تحصیل کی خاطر
کبھی اپنا ہی نغمہ ان کا کہہ کر مسکرانا ہے
وہ خامہ سوزی شب بیداریوں کا جو نتیجہ ہے
اسے اک کھوٹے سکّے کی طرح سب کو دکھانا ہے
کبھی جب سوچتا ہوں اپنے بارے میں تو کہتا ہوں
کہ تو اک آبلہ ہے، جس کو آخر پھوٹ جانا ہے
غرض گرداں ہوں بادِ صبح گاہی کی طرح لیکن
سحر کی آرزو میں شب کا دامن تھامتا ہوں جب
یہ لڑکا پوچھتا ہے: اخترالایمان تم ہی ہو؟

یہ لڑکا پوچھتا ہے جب، تو میں جھلّا کے کہتا ہوں
وہ آشفتہ مزاج، اندوہ پرور، اضطراب آسا
جسے تم پوچھتے رہتے ہو، کب کا مر چکا ظالم
اسے خود اپنے ہاتھوں سے کفن دے کر فریبوں کا
اسی کی آرزوؤں کی لحد میں پھینک آیا ہوں
میں اس لڑکے سے کہتا ہوں: وہ شعلہ مر چکا جس نے

کبھی چاہا تھا اک خاشاک عالم پھونک ڈالے گا
یہ لڑکا مسکراتا ہے، یہ آہستہ سے کہتا ہے:
یہ کِذب و اِفترا ہے، جھوٹ ہے، دیکھو میں زندہ ہوں

(اختر الایمان)

سوالات

1. لڑکا جب شہری زندگی میں داخل ہوتا ہے تو اس میں کیا تبدیلی آجاتی ہے؟
2. شہری لڑکا خدا کی کن نعمتوں کا اعتراف کر رہا ہے؟
3. رزق کی تحصیل کی خاطر لڑکا کیا کیا کرتا ہے؟
4. اس نظم میں شاعر نے اپنی کس کشمکش کا اظہار کیا ہے؟